REGD. No. L. 5.2.5.

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

فون نمبر ۹۴

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ
عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

الفضل

روزنامہ — ربوہ

خطبہ نمبر ۱ — یوم جمعہ — ۴ شوال ۱۳۷۹ھ — فی پرچہ ۱۰ نئے پیسے

جلد ۴۹/۱۴ — یکم ماہ شہادت ۱۳۳۹ ہش — یکم اپریل ۱۹۶۰ء — نمبر ۷۲

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے متعلق تازہ اطلاع

ربوہ ۳۱ مارچ بوقت ۱۱ بجے دن

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی عام طبیعت کل دن بھر اچھی رہی۔ رات نیند آ گئی۔ آج صبح بھی طبیعت بفضلہ تعالےٰ اچھی ہے۔

احباب جماعت درد و الحاح سے دعائیں جاری رکھیں۔ کہ اللہ تعالےٰ اپنے فضل سے حضور کو شفائے کامل و عاجل عطا کرے۔ اور کام والی لمبی زندگی عطا فرمائے۔ آمین اللّٰھم آمین

ربوہ میں عید الفطر کی مبارک تقریب نماز میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کی شمولیت

علالتِ طبع کے باوجود حضور ایدہ اللہ نے ایک پُرمعارف خطبہ ارشاد فرمایا

ربوہ — مورخہ ۲۹ مارچ ۱۹۶۰ء مطابق یکم شوال ۱۳۷۹ھ ساڑھے آٹھ بجے صبح اہل ربوہ نے مسجد مبارک میں نماز عید الفطر ادا کی۔ اس موقعہ پر ربوہ کے علاوہ سرگودہا، لالیاں، احمد نگر، چنیوٹ، لائل پور اور بعض دیگر مقامات سے بھی بہت سے احباب تشریف لائے ہوئے تھے۔ اور مسجد مبارک باوجود اپنی وسعت کے ناکافی ثابت ہو رہی تھی۔ احباب کے لئے یہ تقریب دوہری خوشی کا موجب ہوئی۔ کیونکہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے بھی کمزوری اور علالت طبع کے باوجود تشریف لا کر ایک مختصر مگر جامع اور پُر معارف خطبہ ارشاد فرمایا۔ اور اس طرح احباب کو حضور کی زیارت سے مشرف ہونے کی سعادت نصیب ہوئی۔

ساڑھے آٹھ بجے کے قریب حضور ایدہ اللہ تعالےٰ مسجد میں تشریف لائے۔ حضور نے اپنی بیماری کے پیش نظر مکرم مولانا جلال الدین صاحب شمس سے نماز پڑھانے کا ارشاد فرمایا چنانچہ مکرم شمس صاحب کے نماز پڑھانے کے بعد حضور ایدہ اللہ نے کرسی پر ہی تشریف فرما رہتے ہوئے ایک تحریر فرمودہ مختصر لیکن جامع اور پُر معارف خطبہ ارشاد فرمایا۔ بعد ازاں حضور نے ایک پُرسوز اجتماعی دعا کرائی۔

اعلان معافی

لیفٹیننٹ کرنل ڈاکٹر سید علی اسلم صاحب ساکن نیروبی ایسٹ افریقہ کو بعض جماعتی شکایات کی بناء پر سزا دی گئی تھی۔ اب ان کی درخواست اور قلق فت کے ساتھ عقیدت اور وابستگی کے اظہار پر حضور ایدہ اللہ تعالےٰ نے از راہ مہربانی و شفقت انہیں معاف فرما دیا اور ارشاد فرمایا ہے کہ

"اللہ تعالےٰ آپ کو معاف کرے۔ اور آپ کی توبہ قبول فرمائے"۔ . . . . نیز فرمایا کہ "اللہ تعالےٰ آپ کو ہمیشہ راہ مستقیم پر رکھے۔" آمین

احباب مطلع رہیں۔

(ناظر امور عامہ)

اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزانہ دعاؤں کے ساتھ جامعہ احمدیہ کی نئی عمارت کا سنگ بنیاد رکھ دیا گیا

بنیادی اینٹیں بعض ممتاز صحابہ نے اپنے ہاتھ سے نصب فرمائیں

ربوہ — یہ خبر جماعت میں خوشی اور مسرت کے ساتھ سنی جائے گی۔ کہ مورخہ ۲۹ مارچ ۱۹۶۰ء مطابق یکم شوال ۱۳۷۹ھ عید الفطر کی تقریب سعید کے موقعہ پر ۵ بجے شام جامعہ احمدیہ ربوہ کی نئی عمارت کا سنگ بنیاد رکھ دیا گیا۔ بنیاد میں پہلی اینٹ حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی نے اللہ تعالےٰ کے حضور عاجزانہ دعاؤں کے ساتھ اپنے ہاتھ سے نصب فرمائی۔ بعد ازاں بعض اور ممتاز صحابہ بزرگان سلسلہ اور غیر ملکی طلبا نے اینٹیں نصب کیں — جامعہ احمدیہ سلسلہ احمدیہ کا وہ اہم ترین دینی ادارہ ہے۔ جسے حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دنیا بھر میں اسلام کو سربلند کرنے کی غرض سے قائم فرمایا تھا۔ چنانچہ آج امریکہ، یورپ، افریقہ، مشرق وسطی۔ اور مشرق بعید کے دور دراز علاقوں میں جو مجاہدین احمدیت نہایت کامیابی و کامرانی کے ساتھ اسلام کا پیغام پہنچا رہے ہیں۔ وہ اسی ادارے کے فارغ التحصیل اور اسی چشمہ علوم کے فیض یافتہ ہیں۔ اس لحاظ سے یہ ادارہ جماعت احمدیہ کے قیام کی اصل اور بنیادی غرض کو پورا کرنے کے سلسلہ میں

(باقی صفحہ ۸ پر)

درس قرآن مجید کا ایک دَور مکمل ہونے پر اجتماعی دُعا

ربوہ۔ مورخہ ۲۸ مارچ مطابق ۲۹ رمضان المبارک کو درس القرآن کا ایک دور مکمل ہونے پر اجتماعی دعا ہوئی۔ اس روز محترم صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب نے سورۂ احقاف سے سورۃ الناس تک درس مکمل فرمایا۔ آپ نے بالخصوص آخری تین سورتوں کی ایسی پُر معارف دعائیہ تفسیر بیان فرمائی۔ کہ سامعین پر وجد کی سی کیفیت طاری ہو گئی۔ آپ کی بیان کردہ یہ تفسیر اُن جامع دعاؤں پر مشتمل تھی۔ جو ان تین سورتوں سے مستنبط ہوتی ہیں۔ درس مکمل ہونے کے بعد آپ نے ایک پُرسوز اجتماعی دعا کرائی۔ بعد ازاں سب احباب نے مکرم مولوی جلال الدین صاحب کی اقتدا میں نماز ظہر ادا کی ۔

تعلیم الاسلام ہائی سکول کے قیام کا اصل اور بنیادی مقصد دیندار اور اچھے شہری پیدا کرنا ہے

اس بلند مقصد کو عام تعلیمی مقاصد پر مقدم رکھنا ضروری ہے

سکول کے جلسہ تقسیم انعامات میں محترم صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب کا خطبۂ صدارت

ربوہ ۳۱ مارچ۔ محترم صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب ایڈیشنل چیف سیکرٹری حکومت مغربی پاکستان نے کل شام تعلیم الاسلام ہائی سکول کے سالانہ جلسہ تقسیم انعامات میں صدارت کے فرائض سرانجام دیتے ہوئے اس امر پر زور دیا کہ تعلیم الاسلام ہائی سکول کے قیام کا اصل اور بنیادی مقصد طلبہ کو دنیوی علوم کے ساتھ ساتھ دینی علوم سے آراستہ کر کے انہیں صحیح معنوں میں دیندار اور اچھے شہری بنانا ہے۔ آپ نے فرمایا سکول کے اس امتیاز کو برقرار رکھنے کے لئے ضروری ہے کہ یہ بلند مقصد نہ صرف یہ کہ کبھی فراموش نہ ہونے پائے۔ بلکہ اسے ہمیشہ ہی عام تعلیمی مقاصد پر بہرطور نمایاں فوقیت حاصل رہے۔

تقسیم انعامات کی یہ عظیم الشان و پُروقار تقریب کل شام ساڑھے چار بجے سکول کی عمارت میں محترم صاحبزادہ صاحب موصوف کی زیر صدارت عمل میں آئی۔ اس میں سکول کے طلباء اور ان کے

(باقی دیکھیے صفحہ ۸ پر)

ایڈیٹر:- روشن دین تنویر بی۔ اے، ایل ایل۔ بی

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر الفضل دارالرحمت غربی ربوہ سے شائع کیا

خطبہ جمعہ

سابق سندھ میں رہنے والے احمدی احباب کو نہایت اہم اور ضروری نصائح

مقامی زبان سیکھنے کی خاص طور پر کوشش کرو تاکہ تعلیم و تربیت کے سلسلہ کو زیادہ وسیع کیا جا سکے

اسلامی احکام کو رائج کرنے کیلئے ضروری ہے کہ لوگوں کو دین کے ابتدائی مسائل سے بار بار آگاہ کیا جائے

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۹ مارچ ۱۹۵۱ء ۔ بمقام ناصر آباد (سندھ)

(یہ ایک غیر مطبوعہ خطبہ جمعہ ہے۔ جسے ادارہ زود نویسی اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

آج میں اپنی جماعت کے ان تمام دوستوں کو جو سندھ میں آباد ہو چکے ہیں، اس امر کی طرف

توجہ دلانا چاہتا ہوں

کہ جس علاقہ میں وہ مہمان کے طور پر رہ رہے ہیں اس کی مہمان نوازی کا حق ادا کریں یعنی سندھیوں میں اشاعت احمدیت اور تعلیم و تربیت کا سلسلہ زیادہ سے زیادہ وسیع کریں اور سندھی زبان سیکھنے کی کوشش کریں۔ میرے نزدیک تو یہاں کوئی شخص بھی ایسا نہیں ہونا چاہیئے جو سندھی زبان نہ جانتا ہو اور ہر شخص کا خواہ وہ سرکاری ملازم ہو یا کسی فرد کے پاس ذاتی طور پر کام کرتا ہو۔ زمیندار ہو یا تاجر۔ فرض ہے کہ وہ سندھی زبان سیکھے تاکہ یہاں کے رہنے والوں سے وہ اختلاط پیدا کر سکے۔ اُن سے مل جل سکے اپنے خیالات اُن پر ظاہر کر سکے۔ اور اُن کے خیالات سن سکے مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ باوجود اسکے کہ ہمارے دوستوں کو یہاں رہتے ہوئے کئی سال گذر چکے ہیں پھر بھی انہوں نے سندھی زبان سیکھنے کی کوشش نہیں کی چنانچہ اگر کوئی سندھی مجھ سے آکر بات کرے اور میں دوستوں کو اس کا ترجمہ کرنے کے لئے کہوں تو مجھے بہت کم ایسے لوگ نظر آتے ہیں جو

سندھی زبان جانتے ہوں

اور اگر کوئی شخص سندھی زبان جانتا بھی ہے تو ایسی غلط سلط کہ وہ پوری طرح دوسرے کا مفہوم بیان نہیں کر سکتا۔ میرے نزدیک کسی ملک میں رہنا اور پھر وہاں کی زبان سیکھنے کی کوشش نہ کرنا یہ اس ملک کی مہمان نوازی کی ہتک ہے۔ جب کوئی شخص کسی ملک میں رہنا شروع کر دیتا ہے تو اس ملک کا ہر باشندہ میزبان ہوتا ہے اور اس ملک میں رہائش اختیار کرنے والا ہر فرد اُن کا مہمان ہوتا ہے۔ اور مہمان کا فرض ہوتا ہے کہ وہ میزبان کی زبان کو جانتا ہو تاکہ وہ اس کے سامنے اپنے جذبات کا اظہار کر سکے اور اس کے خیالات سے خود واقف ہو سکے۔ اگر وہ ملکی زبان نہیں جانتا تو

اس کی مثال

بالکل ایسی ہی ہو گی۔ جیسے کوئی عورت کہیں بیاہی جائے۔ مگر وہ نہ تو اپنے خاوند کی زبان جانتی ہو اور نہ خاوند کے رشتہ داروں کی زبان جانتی ہو کسی ملک میں ہجرت کر کے چلے جانا اور وہاں بس جانا درحقیقت ایسا ہی ہوتا ہے جیسے کسی عورت کی کہیں شادی کر دی جائے اور کوئی عورت سُکھ کی زندگی بسر نہیں کر سکتی۔ جب تک وہ اپنے خاوند اور اسکے رشتہ داروں کی زبان نہ جانتی ہو بلکہ کوئی عورت صحیح معنوں میں بیوی کہلانے کی حقدار نہیں ہو سکتی جب تک وہ اپنے خاوند اور اس کے رشتہ داروں کی زبان نہ جانتی ہو۔ اسی طرح کوئی شخص اس وقت تک کامیاب زندگی بسر نہیں کر سکتا۔ جب تک وہ اُس ملک کی زبان پوری طرح نہ جانتا ہو جس میں اس نے رہائش اختیار کی ہوئی ہو۔ محض اس وجہ سے کہ یہاں پنجابی بولنے والے مل جاتے ہیں اگر تم سندھی زبان سیکھنے کی کوشش نہیں کرتے تو یہ چیز تمہارے جرم کو ہلکا نہیں کر دیتی۔ تمہارا دن رات اس علاقہ میں رہنا اس علاقہ کے طور طریق نہ سیکھنا یہاں کی زبان نہ سیکھنا اور یہاں کے لوگوں سے ملنے جلنے کی خواہش نہ رکھنا بہت ہی

قابل ملامت بات ہے

ظاہری تکلیفیں جو کسی ملک یا علاقہ کی زبان نہ جاننے کی وجہ سے انسان کو پہنچتی ہیں اُن کو جانے دو اخلاقی اور مذہبی لحاظ سے بھی ہماری جماعت کے افراد کو چاہیئے کہ وہ سندھی زبان سیکھیں، سندھیوں سے میل جول اور تعلقات قائم کریں اور سندھیوں کے طور طریق سیکھنے کی کوشش کریں۔ زبانوں کے فرق سے بعض بڑے بڑے عجیب اختلافات رونما ہو جاتے ہیں۔ بلکہ جہاں ایک زبان ہوتی ہے۔ وہاں بھی ضلعوں کے فرق کی وجہ سے بعض الفاظ کا مفہوم بالکل بدل جاتا ہے۔ مجھے یاد ہے۔ حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ کے ایک رشتہ کی بہن ایک دفعہ قادیان آئیں اور انہوں نے باتوں باتوں میں

حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ

کی تعریف کرتے ہوئے انہیں کہہ دیا کہ "اوہ بڑا شُہدا ہے" شُہدے کا لفظ ضلع گورداسپور میں بدمعاش کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے لیکن بھیرہ میں اس کے معنے نیک اور شریف آدمی کے ہیں۔ یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا زمانہ تھا اور آپ ابھی خلیفہ نہیں ہوئے تھے۔ مگر آپ کے تقویٰ اور بزرگی کی وجہ سے تمام جماعت میں آپ کی عزت اور شہرت تھی جب اُس نے آپ کے متعلق شُہدے کا لفظ استعمال کیا تو عورتیں اس سے لڑ پڑیں کہ تم حضرت مولوی صاحب کی ہتک کرتی ہو مگر وہ بار بار یہی کہتی جاتی کہ ہاں ہاں اوہ بڑا شُہدا ہے" جب ضلعوار زبانوں کے فرق سے اتنا بڑا اختلاف پیدا ہو جاتا ہے تو یہ تو علاقہ ہی اور ہے اگر ہماری جماعت کے افراد

اس علاقہ کی زبان

نہیں سیکھیں گے تو ایک دوسرے کے خیالات کو سمجھنے میں بڑا بھاری نقص واقع ہو جائے گا۔ پس ضروری ہے کہ ہماری جماعت . . . . . کے

دوست

سندھی زبان سیکھنے کی کوشش کریں

تاکہ سندھیوں سے زیادہ سے زیادہ تعلقات پیدا کر سکیں۔ جیسا کہ میں نے بتایا ہے اس علاقہ میں سندھی میزبان ہیں۔ اور ہم ان کے مہمان ہیں چاہے ہم اپنا کھاتے ہوں اور اپنا کاروبار کرتے ہوں۔ مگر ہیں ہم مہمان ہی۔ درحقیقت یہ ساری زمینیں خواہ لوگوں نے روپیہ دے کر خریدی ہیں۔ اصل میں سندھیوں کی ہیں۔ اور انہوں نے ہی سینکڑوں سال تک ان زمینوں کی حفاظت کی۔ اور دشمن کو ان پر قبضہ کرنے سے روکا۔ پھر انگریزوں نے ان سے زمین لے کر آگے فروخت کر دی اور دوسرے لوگ آباد ہو گئے۔ مگر زمین خریدنے کے یہ معنے نہیں۔ کہ ہم سندھ کے مالک ہو گئے ہیں۔ بلکہ جیسے ایک ادنےٰ مالک ہوتا ہے۔ اور ایک اعلےٰ مالک ہوتا ہے۔ ہم ادنےٰ مالک ہیں۔ اور

سندھی اعلیٰ مالک ہیں

کیونکہ سالہا سال تک ہم نے ان زمینوں کو دشمنوں کے حملہ سے نہیں بچایا بلکہ سندھیوں نے بچایا۔ جب سندھ پر حملہ ہوتا تھا تو اس وقت کون مقابلہ کرتا تھا۔ پنجابی مقابلہ نہیں کرتے تھے۔ بلکہ سندھی مقابلہ کرتے تھے۔ اسی طرح جب ڈاکو اور لٹیرے آئے تھے۔ تو ان کا کون مقابلہ کرتا تھا یہ صاف بات ہے۔ کہ سندھی

ڈاکوؤں اور لٹیروں کا مقابلہ

کیا کرتے تھے۔ اسی طرح اس ملک کے درندوں کو کس نے صاف کیا۔ سندھیوں نے ہی صاف کیا۔ اس ملک میں آبادیاں کس نے قائم کیں۔ سندھیوں نے ہی قائم کیں۔ پس درحقیقت وہی اس کے مالک ہیں اور جب تک ہم علاقہ کے مالک کی جس میں ہم مہمان کے طور پر آکر بس گئے ہیں۔ زبان نہیں سیکھتے۔ ہم اس

اخلاقی فرض

کو ادا نہیں کرتے۔ جو میزبان کا مہمان پر ہوتا ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ سندھی پنجابیوں سے اچھے تعلقات نہیں رکھتے۔ میں کہتا ہوں تم ان کا حق ادا کرو۔ وہ تمہارا حق خود بخود ادا کرنے لگ جائیں گے۔ آخر تم سے کتنے ہیں جو سندھی زبان جانتے ہیں۔ تھوڑے بہت الفاظ تو میں بھی جانتا ہوں مثلاً بٹی اور سائیں وغیرہ الفاظ مجھے آتے ہیں۔ مگر اس کے یہ معنے نہیں کہ مجھے سندھی زبان آتی ہے اسی طرح اگر تم بھی سندھی زبان کے چند الفاظ جانتے ہو۔ تو یہ اس بات کا ثبوت نہیں۔ کہ تمہیں سندھی آتی ہے۔ سندھی جاننے کے معنے یہ ہیں کہ اگر تمہیں سندھی میں تقریر کرنی پڑے۔ تو تم تقریر کر سکو۔ اپنا مطلب انہیں سمجھا سکو۔ اور ان کا مطلب خود سمجھ سکو۔ جہاں تک مجھے معلوم ہے۔ یہاں ایک شخص بھی ایسا نہیں جو سندھی میں تقریر کر سکتا ہو۔ مولوی محمد ابراہیم صاحب بقاپوری کو جب یہاں مبلغ بنا کر بھیجا گیا تھا۔ تو وہ سندھی میں تقریر کرنے لگ گئے تھے۔ لیکن اور کسی نے سندھی زبان سیکھنے کی کوشش نہیں کی۔ پس

پہلی نصیحت

تو میں یہ کرنا چاہتا ہوں۔ کہ تم سندھی زبان سیکھو۔ اور لوگوں کو اسلامی مسائل سکھاؤ۔ اس میں کوئی شبہ نہیں۔ کہ ہر شخص الگ الگ استعداد رکھتا ہے۔ مگر ہماری کوشش یہی ہونی چاہیئے۔ ہم ہر شخص کو اسلام کا سپاہی بنانے کی کوشش کریں۔ پھر جو لوگ قابلیت رکھنے والے ہوں گے۔ وہ خود بخود آگے نکل آئیں گے۔ کھیتی باڑی میں بھی یہی اصول نظر آتا ہے جب کھیت میں بیج ڈالا جاتا ہے۔ تو ہر دانے کا سٹہ نہیں بنتا۔ کوئی دانہ تو ایسا ہوتا ہے جو اگتا ہی نہیں۔ کوئی اگتا ہے تو اس پر زیادہ دانوں والا سٹہ نہیں لگتا۔ اور کوئی ایسا ہوتا ہے کہ جس کا سٹہ زیادہ دانوں والا ہوتا ہے۔ غرض کھیتوں کو لے لو۔ سبزیوں ترکاریوں کو لے لو۔ جانوروں کو لے لو۔ ہر چیز کی پیدائش میں تمہیں

اختلاف نظر آئیگا

جانوروں میں سے ہی کسی کا بچہ تو پیٹ میں ہی ضائع ہو جاتا ہے۔ کوئی چھوٹی عمر میں مر جاتا ہے۔ کوئی بڑا تو ہو جاتا ہے۔ مگر تمام عمر کمزور رہتا ہے۔ اور کوئی بڑا ہو کر طاقتور اور مضبوط بن جاتا ہے۔ یہی حال انسانوں کا ہے۔ انسانوں میں بھی کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں۔ جن کے دلوں میں خدا تعالےٰ کی محبت اور اس کے دین کے لئے غیرت پائی جاتی ہے۔ کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں۔ جن کے دلوں میں دین کا شوق تو ہوتا ہے مگر تھوڑا۔ وہ دوسروں کو دیکھ کر آگے نکلنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں۔ جن کے دلوں میں دوسروں کو دیکھ کر بھی یہ احساس پیدا نہیں ہوتا۔ کہ وہ ترقی کریں۔ اسی طرح ہر شخص معلّم اور مربّی نہیں بن سکتا۔ لیکن

فرض کرو

سو میں سے دس بن سکتے ہوں۔ اور ادھر سندھ میں سو میں سے پانچ شخص سندھی زبان جانتے ہوں۔ تو یہ لازمی بات ہے کہ وہ پانچ بھی ہمارے لئے بے کار ہو جائیں گے کیونکہ ہمیں دس میں سے ایک شخص مل سکتا تھا۔ اور وہ صرف پانچ ہیں۔ اس کے معنے یہ ہیں کہ ہمیں نصف آدمی ملا اور نصف چونکہ ہوہی نہیں سکتا۔ اس لئے ہم اس انتخاب میں صفر تک آ جائیں گے۔ لیکن اگر تمام لوگ سندھی زبان جانتے ہوں۔ تو ان میں سے دس ہمیں کام کے آدمی مل جائیں گے۔ اور ہماری ضرورت پوری ہو جائے گی۔

پس میری

پہلی ہدایت

تو یہ ہے کہ یہاں کے رہنے والے تمام افراد کو سندھی زبان سیکھنی چاہیئے۔ اور سندھ کی تمام جماعتوں کے پریذیڈنٹوں اور سیکرٹریوں کو اپنی رپورٹوں کے فارم میں ایک خانہ ایسا بنانا چاہیئے۔ جس میں یہ ذکر ہو۔ کہ انہوں نے جماعت کے اندر سندھی زبان سیکھنے کے لئے کیا بیداری پیدا کی اور کتنے افراد ان کی تحریک پر سندھی زبان سیکھ رہے ہیں۔ میں ربوہ واپس جا کر اس بارہ میں متعلقہ ڈیپارٹمنٹ کو ہدایت دوں گا۔ کہ وہ

سندھ کی جماعتوں کی نگرانی

کرے اور سیکرٹریان جماعت سے باقاعدہ رپورٹیں منگوائے کہ انہوں نے سندھی زبان سکھلانے کے لئے کیا کوشش کی ہے۔ اور کتنے افراد سندھی سیکھ رہے ہیں۔ ہمارے ملک میں پٹھان آتے ہیں۔ تو وہ اردو بولنے لگ جاتے ہیں۔ انگریز آتے ہیں تو وہ بھی اردو میں باتیں کرنے لگ جاتے ہیں۔ جرمن آتے ہیں تو وہ اردو میں گفتگو شروع کر دیتے ہیں پھر کیا وجہ ہے کہ ہم سندھی نہیں بول سکتے اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم اپنے دل میں یہ فیصلہ کر لیتے ہیں کہ ہم نے سندھی نہیں سیکھنی۔ اور جب ہم یہ فیصلہ کر لیتے ہیں۔ تو پھر ہمیں سندھی نہیں آتی۔ پس میں تمام جماعتوں کے پریذیڈنٹوں اور سیکرٹریوں کو

ہدایت دیتا ہوں

کہ وہ اپنی رپورٹ میں آئندہ اس امر کی تصریح کیا کریں کہ ان کی جماعت کے کتنے افراد ہیں۔ کتنے سندھی زبان جانتے ہیں اور کتنے نہیں جانتے اور جو لوگ نہیں جانتے ان کو سندھی زبان سکھلانے کی کیا کوشش کی جا رہی ہے یہ تحریک ایسی ہے جس میں عورتوں اور بچوں کو شامل کرنا چاہیئے اور ہر مرد اور ہر عورت اور ہر بچہ کو سندھی زبان آنی چاہیئے

دوسری نصیحت

میں یہ کرنا چاہتا ہوں کہ یہ علاقہ ابھی جنگل کی طرح ہے اور ایسی طرز پر آباد نہیں ہوا کہ ہر قسم کی تعلیموں سے یہاں کے رہنے والے فائدہ اٹھا سکیں۔ ایسے حالات میں لوگ بعض دفعہ اہم مسائل جو تعلیم و تربیت سے تعلق رکھتے ہیں ان کو بھول جاتے ہیں۔ پس یہاں جو واعظ اور خطیب ہیں ان کا بھی اور پریذیڈنٹوں اور سیکرٹریوں کا بھی فرض ہے کہ وہ بار بار دین کے موٹے موٹے مسائل لوگوں کے ذہن نشین کرتے رہا کریں۔ جب ہم مکان بناتے ہیں تو سب سے پہلے ہم چھت کی اینٹ نہیں رکھتے۔ بلکہ بنیادی اینٹ رکھتے ہیں۔ اسی طرح دین کی تکمیل کے لئے بڑے بڑے مسائل بعد میں آتے ہیں۔ پہلے چھوٹے چھوٹے مسئلے لوگوں کو آنے چاہئیں اگر

چھوٹے چھوٹے مسائل

ہی لوگوں کو نہ آتے ہوں تو بڑے بڑے مسائل ان کے سامنے بیان کرنا چنداں مفید نہیں ہوتا۔ میں دیکھتا ہوں کہ یہاں عورتوں میں دین سے اتنی ناواقفیت پائی جاتی ہے کہ وہ جہالت جو کسی زمانہ کی عورتوں میں ہم سنا کرتے تھے وہ اس جگہ کی بعض عورتوں میں نظر آتی ہے اور حیرت ہوتی ہے کہ ان کی ناواقفیت کس حد تک پہنچی ہوئی ہے۔ ایک عورت جو پنجابی ہے مگر ایک عرصہ سے یہاں رہائش رکھتی ہے اس کی زبان سے میں نے

ایک ایسا فقرہ سنا ہے

کہ کم از کم پنجاب میں میں نے ایسا فقرہ کسی عورت کے مونہہ سے آج تک نہیں سنا تھا۔ وہ میرے سامنے اپنی ایک شکایت لائی اور اس نے کہا کہ میری لڑکی کی شادی ایک ایسی جگہ ہوئی تھی جہاں دوسرے فریق نے یہ وعدہ کیا تھا کہ وہ اپنی لڑکی میرے لڑکے کو دے دیں گے۔ مگر اب وہ میری لڑکی کو تو آباد کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن میرے لڑکے کو لڑکی دینے کے لئے تیار نہیں۔ اس لئے اب میں اپنی لڑکی کا نکاح فسخ کرنا چاہتی ہوں۔ میں نے اسے بہتیرا سمجھایا کہ تم رشتہ دے چکی ہو۔ اب تمہارا کوئی حق نہیں کہ تم رشتہ واپس لو۔

مَیں مانتا ہوں

گو انہوں نے شادی کے وقت یہ وعدہ کیا ہوگا کہ تمہارے لڑکے کو اپنی لڑکی دے دیں گے۔ دنیا میں عام طور پر لوگ ایسی وعدہ بازیاں کر لیتے ہیں لیکن نکاح کے لحاظ سے اس وعدہ کی کوئی حقیقت نہیں۔ اخلاقیات کے لحاظ سے بیشک ہم کہیں گے کہ وہ بہت بُرے تھے۔ بڑے وعدہ باز تھے پہلے ایک وعدہ کیا اور پھر انکار کر دیا۔ مگر جہاں تک تمہاری لڑکی کے رشتہ کا سوال ہے وہ ہو چکا ہے اور اب وہ توڑا نہیں جا سکتا۔ پھر میں نے اسے کہا اگر تم پہلے ہی

خدا اور اُس کے رسول کی بات

مان لیتیں تو یہ مصیبت تم پر کیوں آتی رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے صاف اور واضح الفاظ میں فرمایا ہے کہ بٹہ کی شادی نہ کرو اور جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کی ممانعت فرمائی ہے تو مجھے تم سے کیا ہمدردی ہو سکتی ہے۔ اسلام کہتا ہے کہ ہمیں یہ کام نہیں کرنا چاہیئے اور تم اقرار کرتی ہو کہ تم نے یہ کام کیا۔ جب اسلامی حکم کی تم نے خود خلاف ورزی کی ہے تو اب تمہارے ساتھ میں کس طرح ہمدردی کر سکتا ہوں اس پر اس نے بڑی سادگی سے جواب دیا کہ مجھے پتہ ہے کہ اسلام نے

بٹہ کی شادی

کو ناجائز قرار دیا ہے۔ لیکن میں تو اس کو جائز سمجھتی ہوں۔ یہ بات اس نے ایسی صفائی سے کی کہ یوں معلوم ہوتا تھا وہ اپنے آپ کو خدا تعالیٰ سے بھی بڑا سمجھتی ہے کہ ایک تو خدا نے حکم دیا ہے اور ایک میرا حکم ہے۔ بے شک اسلام نے اسکو جائز قرار نہیں دیا۔ لیکن میں جو اس کو جائز قرار دیتی ہوں تو پھر اس پر کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔ میں نے اسے کہا کہ اب میں تجھے اور کیا کہوں جب تم خدا کی بات ماننے کے لئے ہی تیار نہیں تو میں اس معاملہ میں کیا دخل دے سکتا ہوں۔ یہ نتیجہ ہے اس بات کا کہ چھوٹی چھوٹی باتیں لوگوں کو نہیں بتائی جاتیں۔ ان کو بتایا نہیں جاتا کہ

اسلام کے احکام

کی کیا قدر و قیمت ہے اور کیوں ان معاملات میں ہمیں بولنے کا حق حاصل نہیں۔ اس عورت نے تو یہ بات ایسے ڈھنگ میں بیان کی تھی کہ یوں معلوم ہوتا تھا اس کے نزدیک جس طرح دنیا خدا تعالیٰ کو مانتی ہے۔ اسی طرح اس کی بات بھی ماننی چاہیئے مگر اتنی بڑی غلطی اسے کیوں لگی؟ اسی لئے لگی کہ چھوٹی چھوٹی باتیں عورتوں مردوں اور بچوں کو سکھائی نہیں جاتیں۔ خالی وفات مسیح وغیرہ کے مسائل بتا دینے کا کیا فائدہ ہو سکتا ہے جب ایک شخص کا دماغ یہ سوچتا ہو کہ جو محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو حق حاصل ہے وہ اسے بھی حاصل ہے یا خدا نے بیشک ایک چیز کو ناجائز قرار دیا ہے مگر میں تو اس کو جائز سمجھتا ہوں۔ یہ مسائل ہیں جو لوگوں کے ذہن نشین کرانے چاہئیں اور ان کو

بار بار بتانا چاہیئے

کہ خدا تعالیٰ کا ادب کرنا چاہیئے دین کا ادب کرنا چاہیئے رسول کا ادب کرنا چاہیئے اور اس کے احکام کو سن کر فوراً اپنا سر جھکا دینا چاہیئے یہ مسئلے عوام الناس کے لئے زیادہ ضروری ہوتے ہیں اور درحقیقت ان کو سیکھنے کے بعد ہی کوئی شخص دین کے لئے مفید وجود بن سکتا ہے ورنہ ایک شخص اگر وفات مسیح پر دھواں دھار تقریر کرے اور بعد میں کسی بات پر آ کر کہہ دے کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بے شک ایسا کہا ہوگا مگر میرا نظریہ یہ ہے تو سب لوگ ہنس پڑیں گے کہ اس کی مولویت تو معلوم ہو گئی۔ پس لوگوں کو

دین کے موٹے موٹے مسائل

سے واقف کرو مثلاً نہانے دھونے کے مسائل ہیں یا نماز کے مسائل ہیں .... کہ اس طرح کھڑا ہونا چاہیئے اس طرح رکوع کرنا چاہیئے اس طرح سجدہ کرنا چاہیئے۔ صفوں کو سیدھا رکھنا چاہیئے جلدی جلدی نماز نہیں پڑھنی چاہیئے۔ نماز کے لئے دوڑ کر نہیں آنا چاہیئے نماز با جماعت پڑھنی چاہیئے۔ اسی طرح شادی بیاہ کے مسائل ہیں۔ عورتوں کے حقوق کے مسائل ہیں یہ چیزیں ہیں جو لوگوں کے سامنے متواتر آتی چاہئیں اور ان کو بتانا چاہیئے کہ اسلام نے ان پر کیا ذمہ داریاں عائد کی ہیں۔ اسی طرح

ایک اور شکایت ہے

جو یہاں آنے پر اکثر سننے میں آتی ہے اور وہ یہ کہ ایک میاں ہے جو اپنی بیوی کو خرچ نہیں دیتا اور اسے مارتا رہتا ہے ابھی میں خطبہ کے لئے آ رہا تھا کہ مجھے پیغام ملا کہ فلاں لڑکی کہتی ہے آپ میرے خاوند کو بھی سمجھانے کی کوشش کریں۔ وہ ہمیشہ مجھے تنگ کرتا رہتا ہے۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ آخر وہ شخص کس شریعت پر عمل کرتا ہے ڈنڈا لے کر اپنی بیوی کو مارنے لگ جانا اسکو گھر سے نکال دینا اور خرچ تک نہ دینا یہ کس قانون کے ماتحت جائز ہے اور

کونسی شریعت

اسے ان باتوں کا حق دیتی ہے۔ وہ کہتی ہے میں خاوند کے پاس بھی رہوں تو وہ مجھے اخراجات کے لئے کچھ نہیں دیتا اور کہتا ہے کہ گزارہ چلاؤ اب سوال یہ ہے کہ وہ گزارہ کس طرح چلائے یا تو اسے کوئی پیشہ سکھانا چاہیئے۔ مثلاً درزی کی دوکان اُسے کھول دی جائے اور کہا جائے کہ اس دوکان میں سے گزارہ چلاؤ یا کوئی اور صورت پیدا کی جائے لیکن ادھر اُس کو گھر میں بٹھا رکھنا اور اور ادھر یہ کہنا کہ وہ اُس کے مطالبات پورے کرے یہ دونوں باتیں کسی طرح اکٹھی نہیں ہو سکتیں۔ بہت سی خرابیاں دنیا میں اس وجہ سے پیدا ہوتی ہیں کہ لوگ اپنی بیویوں کو خرچ نہیں دیتے اور اپنے مطالبات جاری رکھتے ہیں۔

نتیجہ یہ ہوتا ہے

کہ وہ ناجائز ذرائع سے روپیہ کمانے کی کوشش شروع کر دیتی ہیں کہا جاتا ہے کہ ایک دفعہ وہ اپنی بیوی سے لڑا اور اسنے کہا کہ میں اس کی ناک کاٹ ڈالونگا یہ میرے مطالبات کو پورا نہیں کرتی شور سن کر لوگ جمع ہو گئے تو اسکی بیوی نے کہا کہ اس سے پوچھو کہ یہ ہر روز یہ فرمائشیں کرتا ہے کہ آج یہ پکا آج وہ پکا کبھی اس نے مجھے پیسے بھی دیئے ہیں۔ غرض یہ کتنے بڑے ظلم کی بات ہے کہ اتنی موٹی موٹی باتیں بھی ہماری جماعت کے لوگوں کو معلوم نہیں اور وہ بیویوں کو مارنا اور ان کو خرچ نہ دینا جائز سمجھتے ہیں حالانکہ شریعت نے اُن کو اس قسم کا کوئی حق نہیں دیا یہ مسائل جو لوگوں پر واضح کرنے چاہئیں بیشک

یہ ابتدائی مسائل ہیں

لیکن زمیندار اپنی ابتدائی مسائل کے زیادہ محتاج ہوتے ہیں بہ نسبت بڑے دینی مسائل کے وہ ختم نبوت اور توحید کی باریکیوں کو نہیں سمجھ سکتے۔ ان کے لئے صرف اتنا جاننا ہی کافی ہے کہ اللہ ایک ہے اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اسکے رسول ہیں اور اُن کا فرض ہے کہ وہ خدا اور اسکے رسول کے احکام کی اطاعت کریں اسکے بعد انہیں یہ بتایا جائے کہ بحیثیت ایک انسان ہونے کے ان پر کیا ذمہ داریاں عائد ہیں یا بحیثیت ایک باپ اور بیٹا ہونے کے ان پر کیا ذمہ داریاں ہیں۔ اسی طرح عورتوں کو یہ بتایا جائے کہ بحیثیت ایک بیٹی ہونے کے عورت پر کیا ذمہ داریاں ہیں یا بحیثیت ایک ماں ہونے کے

عورت پر کیا ذمہ داریاں ہیں

پھر انہیں بتایا جائے کہ ہمسائیوں کے کیا حقوق ہیں دوستوں کے کیا حقوق ہیں۔ میاں کے بیوی پر کیا حقوق ہیں اور بیوی کے میاں پر کیا حقوق ہیں۔ رشتہ داروں کے کیا حقوق ہیں جو لوگ کاروبار میں شریک ہوں ان کے کیا حقوق ہیں یہ باتیں ہیں جو آہستہ آہستہ ان کو سمجھائی جائیں تاکہ وہ اپنی ذمہ داریوں کو سمجھیں اور ظلم اور انصاف۔ اور دیانت اور بددیانتی اور محنت اور سستی میں فرق کریں اور اپنے آپ کو قوم کا ایک مفید وجود بنا سکیں۔ جب یہ چیزیں ان کے دماغ پر روشن ہو جائیں گی تو پھر

بڑے بڑے مسئلے

سمجھنے بھی ان کے لئے آسان ہو جائیں گے بہرحال ایسے دور افتادہ علاقوں میں پریذیڈنٹوں۔ سکرٹریوں اور مبلغوں کو چاہیئے کہ وہ چھوٹے چھوٹے مسائل دینیہ لوگوں کو بار بار سمجھاتے رہا کریں مگر یہ یاد رکھا جائے کہ خالی وعظ کرنا کافی نہیں ہوتا بلکہ یہ بھی معلوم کرتے رہنا چاہیئے کہ لوگ ان باتوں پر عمل کرتے ہیں یا نہیں اور آیا وہ باتیں انہوں نے سمجھ لی ہیں یا ابھی ان کو اور سمجھانے کی ضرورت ہے۔ بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ خواہ انکے سامنے کتنی لمبی تقریر کرو بعد میں دریافت کرنے پر پتہ لگتا ہے کہ انہوں نے کچھ بھی نہیں سمجھا۔ مثلاً میرا خطبہ اس وقت تمام لوگ سن رہے ہیں۔ لیکن نماز کے بعد اگر لوگوں سے دریافت کیا جائے کہ میں نے کیا خطبہ دیا ہے تو بعض ایسے ہوں گے جو بالکل خاموش ہو جائیں گے۔ اور جب دوبارہ ان سے دریافت کیا جائے گا۔ تو وہ کہیں گے ہمیں یاد نہیں رہا لیکن پاس بیٹھنے والا ساتھی فوراً بول اٹھے گا کہ یہ تو اس وقت سو رہے تھے تو انہوں نے بیان کیا کرنا ہے۔ پس چونکہ ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں جو سمجھنے کا مادہ اپنے اندر کم رکھتے ہیں اسلئے

ضروری ہوتا ہے

مسائل کو بار بار دہرایا جائے مجھے یاد ہے ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عورتوں میں تقریریں

شروع کیں اور متواتر کئی دن آپ تقریریں فرماتے رہے۔ زیادہ تر وفات مسیح اور دوسرے اختلافی مسائل کا آپ نے اپنی تقریروں میں ذکر فرمایا تھا۔ باہر سے ایک مہمان عورت آئی ہوئی تھیں جو بڑے التزام سے ان جلسوں میں شریک ہوتیں وہ سب سے آگے بیٹھا کرتی تھیں۔ اور جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام تقریر فرما رہے ہوتے تھے تو وہ بار بار سبحان اللہ کہتی چلی جاتی تھیں۔ چند دنوں کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو خیال آیا کہ عورتوں کا

امتحان بھی لینا چاہیئے

تا کہ یہ معلوم ہو سکے کہ انہوں نے میری باتیں کہاں تک سمجھی ہیں آپ نے اس عورت کو طلب کر کے فرمایا۔ بی بی مجھے اتنے دن وعظ کرتے گذر گئے ہیں اور تم بڑے شوق سے ان جلسوں میں شامل بھی ہوتی رہی ہو۔ تم بتاؤ کہ میں نے اپنی تقریروں میں کیا کہا ہے اس پر وہ کہنے لگی۔ "تساں خدا اور رسول دیاں گلاں ہی کیتیاں ہونیاں ہیں ہور کی کیتا ہونا ہے" یعنی آپ نے خدا اور رسول کی باتیں ہی کی ہوں گی اور آپ نے کیا کرنا تھا گویا کئی دنوں کی تقریروں کے بعد بھی اُسے یہ یقین نہیں تھا کہ آپ نے خدا اور اس کے رسول کی باتیں بیان کی ہیں۔ بلکہ وہ اس بارہ میں بھی ابھی متذبذب تھی اور سمجھتی تھی کہ آپ نے غالباً اسی قسم کی باتیں بیان کی ہوں گی جن

لوگوں کی دماغی کیفیت

اس قسم کی ہو ان کو ایک یا دو دفعہ کوئی بات بتا کر یہ تسلّی نہیں ہو سکتی کہ انہوں نے اس بات کو سمجھ لیا ہے۔ پس لوگوں کو صرف مسائل بتانے پر ہی اکتفا نہیں کرنا چاہیئے بلکہ ان سے بار بار پوچھنا چاہیئے اور سوال کرنا چاہیئے کہ انہوں نے کیا سمجھا ہے اس بارہ میں خدام الاحمدیہ اور لجنہ اماء اللہ دونوں کو توجہ کرنی چاہیئے۔

خدام الاحمدیہ کو چاہیئے

کہ وہ اپنے جلسوں میں نوجوانوں سے بار بار یہ مسائل پوچھیں اور دیکھیں کہ پریذیڈنٹوں یا سیکرٹریوں اور مبلغوں نے جو باتیں بتائی تھیں وہ نوجوانوں نے سیکھی ہیں یا نہیں۔ اسی طرح لجنہ اماء اللہ کو چاہیئے کہ وہ عورتوں کا امتحان لے اور اس امر کی نگرانی کرے کہ عورتوں نے ان مسائل کو کس حد تک سیکھا ہے اگر اس رنگ میں جماعت کی تربیت جاری رہے تو چھ ماہ یا سال میں ہی جماعت کی

کافی حد تک تربیت ہو سکتی ہے۔ اس کے بعد بڑے بڑے مسئلوں کی باری آجائیگی دنیا میں

یہی قاعدہ ہے

جب چھوٹا بچہ ہوتا ہے تو اسے دودھ پلایا جاتا ہے پھر آہستہ آہستہ جب اس میں مضبوطی آجاتی ہے تو اسے دوسری غذائیں دی جاتی ہیں۔ اسی طرح قومی تربیت کے لئے پہلے موٹے موٹے مسائل لینے چاہئیں اور ان کو دماغوں میں داخل کرنا چاہیئے۔ جب ان مسائل کو سیکھ کر انسانی ذہن رسا ہو جاتا ہے تو پھر وہ بڑے بڑے مسئلے بھی آسانی سے سیکھ لیتا ہے۔

مکرم ملک محمد اشرف صاحب مرحوم کی وفات پر

تعزیتی قرارداد

(۱) مجلس تحریک جدید

مجلس تحریک جدید کا یہ غیر معمولی اجلاس مکرم ملک محمد اشرف صاحب واقف زندگی کی المناک اور ناگہانی وفات پر دلی غم اور افسوس کا اظہار کرتا ہے۔ مرحوم نے ابتدائے جوانی میں اپنے آپ کو خدمت سلسلہ کے لئے پیش کیا۔ اور اپنے فرائض کو نہایت تندہی محنت اور اخلاص سے سرانجام دیا۔ آپ کو سلسلہ کے کام کے لئے سرگودھا بھجوایا گیا تھا کہ یہ جانکاہ حادثہ پیش آگیا اور اس طرح سلسلہ کے فرائض کی بجا آوری میں ہی آپ نے اپنی جان سپرد جان آفرین کر دی۔

انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اللہ تعالےٰ سے دعا ہے کہ وہ مرحوم کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دے۔ ان کے پسماندگان کو خصوصاً معصوم بچوں کا حافظ و ناصر ہو اور انہیں اپنی خاص برکات سے نوازے۔ آمین ثم آمین۔

(سیکرٹری مجلس تحریک جدید انجمن احمدیہ)

تعلیم الاسلام ہائی سکول کا سالانہ جلسہ تقسیم انعامات

(بقیہ صفحہ اول)

سٹاف کے علاوہ صدر انجمن احمدیہ کے ناظر و وکلاء صاحبان افسران صیغہ جات اور ربوہ کے تعلیمی اداروں کے ممبران سٹاف نے بھی شرکت فرمائی علاوہ ازیں تحصیل چنیوٹ کے مقامی افسران اور دور و نزدیک کے متعدد ہائی سکولوں کے ہیڈ ماسٹر صاحبان بھی تشریف لائے ہوئے تھے

سالانہ رپورٹ

محترم صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب ایڈیشنل چیف سیکرٹری حکومتِ مغربی پاکستان کے تشریف لانے اور کرسیٔ صدارت پر رونق افروز ہونے پر جلسۂ تقسیم انعامات کا آغاز تلاوتِ قرآن مجید سے ہوا جو سکول کے ایک طالب علم ریاض احمد نے کی بعدہٗ ایک اور طالبِ علم محمد یٰسین نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک نظم خوش الحانی سے پڑھ کر سنائی۔ ازاں بعد سکول کے ہیڈ ماسٹر مکرم میاں محمد ابراہیم صاحب نے سالانہ رپورٹ پیش کرتے ہوئے ہر میدان میں سکول کی روز افزوں ترقی پر روشنی ڈالی اس ضمن میں آپ نے محترم صاحب صدر اور سامعین کو سکول کے شاندار سالانہ نتائج، علمی اور مادی میدان میں طلبہ کی نمایاں کامیابیوں ورزشی کھیلوں کے ڈسٹرکٹ مقابلہ جات میں سکول کے حاصل کردہ خاص امتیازات تعلیمی کانفرنسوں میں شمولیت طلبہ کے تعلیمی و تفریحی سفروں کے حالات اور ان کی دینی تعلیم و تربیت کے خصوصی انتظامات سے آگاہ کیا۔ آخر میں آپ نے محترم صاحب صدر کی خدمت میں طلبہ کو اپنے ارشادات سے نوازنے اور امتیاز حاصل کرنے والے طلبہ میں انعامات تقسیم فرمانے کی درخواست کی۔

محترم صاحب صدر کا خطاب

چنانچہ اس موقعہ پر محترم صاحب صدر نے خطاب فرماتے ہوئے سکول کی رفتارِ ترقی پر اظہار اطمینان کے رنگ میں فرمایا۔ میں تین باتوں کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ پہلی بات یہ ہے کہ اس سکول کے قیام اور اجراء سے قبل اور بہت سے ہائی سکول موجود تھے ہم دیکھتے ہیں اس کے باوجود اس سکول کا قیام عمل میں لایا گیا۔ اس کی وجہ یہی تھی کہ اس سکول کے قیام کی ایک خاص غرض اور ایک خاص مقصد تھا۔ وہ غرض یہ تھی کہ اس سکول میں طلبہ کو دنیوی تعلیم کے ساتھ ساتھ دینی تعلیم بھی دی جائے تا کہ وہ صحیح معنوں میں دیندار بنیں اور اچھے شہری ثابت ہوں۔ ہمیں کوشش کرنی چاہیئے کہ یہ غرض کماحقہ پوری ہوتی رہے اور اسے ہمیشہ ہی عام تعلیمی مقاصد پر نمایاں فوقیت حاصل رہے۔ اس غرض کو پورا کرنے سے ہی سکول اپنے خصوصی امتیاز کو برقرار رکھنے میں کامیاب ہو سکتا ہے۔

دوسری بات میں یہ کہنی چاہتا ہوں کہ سکول کے قیام کی بنیادی غرض کو مقدم رکھنے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ عام تعلیمی مقاصد کو وہ اہمیت حاصل نہ ہو۔ جو انہیں لازمی طور پر حاصل ہونی چاہیئے۔ جس بنیادی غرض کی طرف میں نے اشارہ کیا ہے۔ اس کا لازمی اقتضا اور نتیجہ یہ ہونا چاہیئے کہ عام تعلیمی مقاصد کے حصول میں بھی تمام دوسرے سکولوں سے اس کا قدم آگے ہو۔ یعنی جن تعلیمی مقاصد کا حصول بلا استثناء تمام سکولوں کے درمیان باہم مشترک ہے ان میں بھی یہ سکول دوسروں کے بالمقابل ہر لحاظ سے فضیلت حاصل کرے اور اپنی اس فضیلت کو برقرار رکھے۔

تیسری بات یہ ہے کہ موجودہ زمانے میں سائنس کی بے انداز ترقی کے باعث انسانی زندگی جس نہج پر استوار ہو رہی ہے اور جو نئے مسائل ابھر ابھر کر سامنے آرہے ہیں ان کے پیشِ نظر یہ بات ناگزیر ہوتی جا رہی ہے کہ تمام سکولوں میں درسی علوم کے ساتھ ساتھ فنی تعلیم کو بھی رائج کیا جائے اور طلبہ کو اس قابل بنایا جائے کہ وہ اپنی جملہ صلاحیتوں کو بروئے کار لا کر نہ صرف اچھے تعلیم یافتہ بنیں بلکہ اچھے فن کار بھی ثابت ہوں۔ مثال کے طور پر سکولوں میں زراعت اور کارپینٹری وغیرہ کے شعبے بآسانی قائم کئے جا سکتے ہیں۔ اور طلبہ کو ان فنوں کی عملی تربیت دی جا سکتی ہے یہی وجہ ہے کہ فی زمانہ فنی تعلیم کی بڑھتی ہوئی ضرورت اور اہمیت کے پیشِ نظر حکومت نے گزشتہ چند سال سے فنی تعلیم کا ایک علیحدہ ڈائریکٹر مقرر کیا ہوا ہے۔ پس ہمارے سکولوں کو وقت کے ایک اہم تقاضے کو پورا کرتے ہوئے فنی تعلیم کی طرف بھی خاص توجہ دینی چاہیئے۔

تقسیم انعامات

ان اہم صدارتی ارشادات کے بعد محترم صاحبزادہ صاحب موصوف نے سکول کے ان طلبہ میں جنہوں نے مختلف مضامین، تقریری مقابلوں ورزشی کھیلوں اور دینی مقابلہ جات میں امتیاز حاصل کیا تھا۔ انعامات تقسیم فرمائے۔ دینی مقابلہ جات میں دینیات کے امتحان کے علاوہ تلاوت قرآن مجید، قرآن مجید کا ترجمہ و تفسیر کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام (اور [illegible] کے مقابلہ جات بھی شامل تھے۔ موخر الذکر تین مقابلے تعلیم الاسلام کالج کی طرف سے کرائے جاتے ہیں اور ان میں اول آنے والے طلبہ کو پچیس پچیس روپے بطور انعام دئے جاتے ہیں۔

تقسیم انعامات کے بعد سکول کے دو خوش الحان لڑکوں نے قومی ترانہ سنایا جو جملہ حاضرین نے احتراماً کھڑے ہو کر سُنا اس کے بعد تقسیم انعامات کی یہ عظیم الشان پُر وقار تقریب اختتام پذیر ہوئی۔

هَلْ جَزَاءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ

جزاء الاحسان کے طور پر اپنے مرحوم رشتہ داروں کے لئے دائمی دعاؤں کا انتظام فرمائیں ۔

سیدنا حضرت امیر المومنین المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے بے شمار احسانات میں سے ایک احسان یہ ہے کہ حضور نے مالی استطاعت رکھنے والے احباب کو ثواب کا موقع عطا کرنے کے لئے یہ تجویز منظور فرمائی کہ جو احباب اپنے رشتہ داروں کے نام دعا کی غرض سے زندہ رکھنا چاہتے ہیں وہ بیرونی ممالک میں بننے والی مساجد کے لئے ۱۵۰/- روپے فی کس چندہ ادا کریں تو ان کا نام متعلقہ مسجد میں انشاء اللہ کندہ کر دیا جائیگا ۔

صاحب استطاعت حضرات اس سنہری موقع سے استفادہ فرمائیں ۔

(وکیل المال اول تحریک جدید ربوہ)

تعزیتی قراردادیں

حضرت چوہدری فتح محمد صاحب سیال رضی اللہ عنہ کی وفات پر مندرجہ ذیل احمدی جماعتوں کی طرف سے بھی تعزیتی قراردادیں موصول ہوئی ہیں ۔ جماعت احمدیہ راولپنڈی ۔ جماعت احمدیہ مونگ ۔ خدام الاحمدیہ کراچی ۔ خدام الاحمدیہ ملتان شہر ۔ مجلس انصار اللہ کراچی ۔ جماعت احمدیہ کنری ۔ جماعت احمدیہ خانپور ۔ جماعت احمدیہ کنڈوا پاڑہ اڑیسہ بھارت ۔ انصار اللہ کوئٹہ ۔ جماعت احمدیہ رکھ مورو جھنگی ضلع ڈیرہ غازی خان ۔ جماعت احمدیہ حلقہ کورنگی کریک کراچی ۔

ضروری اعلان

مجلس مشاورت کے موقعہ پر لائبریریوں کو کتب دی جائیں گی جن جماعتوں میں نظارت کی طرف سے باقاعدہ لائبریریاں قائم ہیں وہ کتب حاصل کریں ۔

(ایڈیشنل ناظر اصلاح و ارشاد)

پشاور ۔ ڈیرہ ڈویژن کے امرائے جماعت کو اطلاع

اضلاع پشاور ۔ ڈیرہ ڈویژن کے امراء جماعت ہائے احمدیہ کی خدمت میں گذارش ہے کہ امراء جماعت ہائے احمدیہ ہر دو ڈویژن کی میعاد امارت ۳۰/۴/۵۹ کو ختم ہو رہی ہے ۔ نیا انتخاب امیر کا ہونا ضروری ہے ۔ اب مجلس مشاورت کے موقع پر ہفتہ کے دن (۹ اپریل) بعد نماز مغرب مسجد مبارک ربوہ میں مجلس انتخاب منعقد ہوگی ۔ ہر ضلع کے امیر صاحب خود یا اپنا بااختیار نمائندہ جس کے پاس تحریر موجود ہو کہ وہ امیر ضلع کی طرف سے ووٹ دینے کا مجاز ہے ضرور تشریف لاویں ۔

قاضی محمد یوسف امیر جماعت ہائے احمدیہ پشاور ۔ ڈیرہ ڈویژن

(از ہوتی ضلع مردان)

دعائے مغفرت

خاکسار کے چچا جان محمد صاحب آف کھارہ حال ربوہ مورخہ ۱۹ مارچ ۱۹۶۰ء مطابق ۲۰ رمضان المبارک بروز ہفتہ بوقت ایک بجے دوپہر کو رحلت فرما کر اپنے مولائے حقیقی سے جا ملے ۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ۔ مرحوم موصی تھے ۔ مقبرہ بہشتی میں اسی دن سپرد خاک کر دیئے گئے ۔ آپ نہایت صاف گو آدمی تھے ۔ اکثر دو بائے صادقہ سے مشرف ہوتے ۔ نہایت مخلص اور دیندار تھے ۔ بزرگان سلسلہ اور درویشان قادیان کی خدمت میں دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے ۔ آمین اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے اور ان کا حافظ و ناصر ہو ۔

(انور احمد ملک ابن ملک عطا محمد صاحب راولپنڈی)

اکناف عالم میں اشاعت اسلام کے مناظر بذریعہ میجک لینٹرن

مجلس مشاورت کے دوسرے روز یعنی ۹ کو بعد نماز مغرب دفاتر تحریک جدید میں انشاء اللہ تعالیٰ میجک لینٹرن کے ذریعہ ایسی سلائیڈز دکھائی جائیں گی جو ہمارے مبلغین ممالک بیرون کی تبلیغی مساعی کے مناظر پر مشتمل ہوں گی ۔ جملہ احباب عموماً اور نمائندگان حضرات خصوصاً تشریف لا کر ممنون فرمائیں ۔

(وکیل المال تحریک جدید ربوہ)

قابل تقلید مثال

مجلس انصار اللہ کراچی کی ہر کام میں باقاعدگی اور مستعدی اور خدا تعالیٰ کے فضل سے اعلیٰ درجہ کا اخلاص اور تنظیم ان کا طرۂ امتیاز ہے ۔ اسی وجہ سے یہ مجلس دیگر مجالس انصار اللہ کے لئے ایک مثال کی حیثیت رکھتی ہے ۔ چنانچہ پچھلے سال انہی وجوہ سے یہ مجلس علم انعامی کی مستحق قرار دی گئی تھی ۔

یہ مجلس اس بلند معیار کو برقرار رکھنے کے لئے ہر ممکن کوشش کر رہی ہے ۔ چنانچہ انصار اللہ کراچی کے سالانہ اجتماع کے موقع پر پچھلے دنوں اس مجلس نے اپنے اس سال کے سالانہ بجٹ (انصار) کے سارے چندوں کی کل رقم ۲۹۲۵/- روپیہ یکمشت ادا کر دی ہے جس کے لئے مجلس انصار اللہ کراچی کے جملہ اراکین اور کارکنان بالعموم اور مکرم چوہدری احمد مختار صاحب زعیم اعلیٰ مجلس انصار اللہ کراچی اور مکرم چوہدری عبد الحق صاحب ورک نمائندہ خصوصی مجلس انصار اللہ مرکزیہ بالخصوص شکریہ اور مبارکباد کے مستحق ہیں ۔ اللہ تعالیٰ ان سب احباب کے اخلاص میں برکت دے اور انہیں آئندہ سلسلہ کی اس سے بڑھ کر خدمت کی توفیق عطا فرمائے ۔ آمین

دیگر مجالس کو بھی اپنے کاموں میں یہی باقاعدگی اور مستعدی اور سابقت کی یہی روح پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے ۔

(صدر انصار اللہ مرکزیہ)

درخواستہائے دعا

(۱) عزیز امتیاز احمد خاں (ابن چوہدری محمد نواز صاحب گورائیہ فیروز والہ) بعارضہ بخار و کھانسی بیمار ہے ۔ بزرگان سلسلہ و درویشان قادیان دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اسے شفائے کاملہ وعاجلہ عطا فرمائے اور ہر حال میں حامی و ناصر ہو ۔ آمین

(محمد یعقوب کاتب)

(۲) مکرم مولوی عبد اللہ صاحب فاضل رئیس التبلیغ کیرالہ (بھارت) ایک لمبے عرصہ سے ذیابیطس کی بیماری میں مبتلا ہیں اور بہت ہی کمزور اور لاغر ہو چکے ہیں ۔ مولوی صاحب سلسلہ کے ایک قیمتی وجود ہیں ۔ آپ کے ذریعہ کیرالہ میں متعدد جماعتیں قائم ہوئیں اور سینکڑوں افراد سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئے احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مولوی صاحب موصوف کو صحت کاملہ وعاجلہ عطا فرمائے اور دین کی زیادہ سے زیادہ خدمت کرنے کا موقع عطا فرمائے ۔ آمین

(محمد عمر مالاباری متعلم جامعہ احمدیہ قادیان)

(۳) میرے چچا بشیر احمد صاحب کھوکھر حال مقیم گوجرانوالہ اڑھائی ماہ سے سخت بیمار ہیں ۔ احباب سے دعا کی درخواست ہے ۔

(نور ٹیکنیکل انجنیئرز ڈسکہ ضلع سیالکوٹ)

(۴) میرے دو بھائی کنور محمد اکبر خاں مینجنگ ڈائریکٹر پنجاب راجپوت بس سروس سرگودھا اور محمد انور خاں مقدمہ قتل میں ماخوذ ہیں ۔ بزرگان سلسلہ اور درویشان قادیان سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ میرے دونوں بھائیوں کو باعزت بری کرے ۔

(محمد افضل خاں کیشئر پنجاب راجپوت بس سروس سرگودھا)

(۵) میری اہلیہ محترمہ اور دونوں بچیاں عموماً بیمار رہتی ہیں ۔ میں خود بھی بعض پریشانیوں میں مبتلا ہوں اور مالی حالت نہایت ہی ناگفتہ بہ ہے ۔ بزرگان سلسلہ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے فضل و کرم سے مصائب و امراض سے بچائے ۔ (آمین ۔)

(محمد حسین محافظ خزانہ ربوہ)

(۶) میرا بی ایڈ کا امتحان ۵ اپریل سے شروع ہو رہا ہے ۔ تمام بزرگان سلسلہ میری کامیابی کے لئے دعا فرمائیں

(محمد ہادی ٹوئنس سنٹرل ٹریننگ کالج ۔ لاہور)

(۷) میری بڑی لڑکی امینہ بخشوڈ ایڈ کا اور چھوٹی لڑکی نعیمہ نویں جماعت کا امتحان دے رہی ہیں ۔ احباب کامیابی کے لئے دعا فرمائیں ۔

(محمد شریف ٹیلیفون آفس گوجرہ)

(۸) محترمہ اہلیہ صاحبہ مکرم بابو عبد الرحمٰن صاحب صابر جنرل سیکرٹری جماعت احمدیہ گوجرانوالہ گذشتہ کئی دنوں سے بیمار ہیں اب گو انہیں پہلے کی نسبت افاقہ ہے ۔ لیکن نقاہت کافی ہے ۔ احباب جماعت ان کی صحت کاملہ کے لئے دعا فرمائیں ۔

(خواجہ نور رشید احمد سیالکوٹی)

(۹) میرے والد صاحب عرصہ ڈیڑھ سال سے جوڑوں کے درد میں مبتلا ہیں ۔ ان کی مکمل صحت یابی کے لئے درخواست دعا ہے ۔ (محمد اکرام خالد بی ایس سی سٹوڈنٹ گورنمنٹ کالج راولپنڈی)

(۱۰) میرے بہنوئی رشید احمد خاں ولد حاجی نواب خاں صاحب چک ۸/۳۸ ج ب ضلع لائلپور بعارضہ قلب دو ہفتہ سے بہت بیمار ہیں ۔ احباب دعائے صحت فرمائیں ۔

(شریف احمد خاں حال ربوہ)

پاکستان میں اخباری کاغذ سازی کی ابتدا

پاکستان صنعتی ترقیاتی کارپوریشن کی رفتار ترقی

آٹھ سال کی مدت میں جو جنوری ۵۳ء سے شروع ہوتی ہے۔ پاکستان صنعتی ترقیاتی کارپوریشن ملک کی صنعتی ترقی کو ایک باعزت مقام تک پہنچانے میں کامیاب رہی ہے مقامی خام اشیاء کے استعمال سے یہ بہت سی ایسی چیزیں تیار کرتی ہے جو اس سے قبل درآمد کی جاتی تھیں اور اس طرح پاکستان صنعتی ترقیاتی کارپوریشن کا پچاس کروڑ روپیہ سالانہ غیر ملکی زرمبادلہ بچاتی ہے۔ تیار کردہ اشیاء جو پٹ سن کے سامان اون، سوت سے لے کر گیس، سیمنٹ، کاغذ، گتہ، کیمیاوی اشیاء کوئلہ اور چھوٹے چھوٹے .... ظروف پر مشتمل ہوتی ہیں ملک کی معاشیات میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔

۱۹۵۳ء سے ہر سال کسی نہ کسی منصوبے کے تحت کسی نہ کسی چیز کی ابتدا ضرور ہوتی ہے۔ ۱۹۵۹ء میں شکر سازی کے دو کارخانوں اور رنگ سازی کے ایک کارخانے نے کام شروع کردیا ہے۔ اور اب پاکستان صنعتی ترقیاتی کارپوریشن قوم کو ایک خوشخبری سنانے والی ہے اور وہ کھلنا میں اخباری کاغذ سازی کے کارخانہ کا قیام ہے۔ جس نے بڑی کامیابی سے کام شروع کردیا ہے یہ اہم دواں منصوبہ ہے جسے پاکستانی صنعتی ترقیاتی کارپوریشن نے پایہ تکمیل کو پہنچایا ہے۔

پاکستان میں کاغذ، گتے اور اخباری کاغذ کی صنعت کی تاریخ بہت ہی دلچسپ ہے۔ پاکستان کے قیام سے وہ تمام قدرتی وسائل جو ان چیزوں کی صنعت کے لئے درکار تھے سامنے آگئے ہیں لیکن ابتدائی صنعتوں کے عدم وجود کے باعث یہ اشیاء چھ کروڑ روپے سالانہ کے صرفہ سے غیر ممالک سے درآمد کی جاتی تھیں۔ خوش قسمتی سے یہ صورت حال زیادہ عرصہ تک قائم نہ رہی تعمیر کی طویل مدت فنی معلومات کی کمی۔ غیر ملکی فنی مشیروں کی خدمات حاصل کرنے کی دشواریوں اور کثیر رقم کے صرفہ کے باعث اس قسم کی صنعتوں کے لئے ضروری ہیں۔ نجی سرمایہ داروں نے اس جانب توجہ نہیں کی۔ اس لئے حکومت نے یہ صنعت پاکستان صنعتی ترقیاتی کارپوریشن کے سپرد کی۔ ملک میں دستیاب ہونے والی خام اشیاء اور دیگر ضروریات کا جائزہ لینے کے بعد کارپوریشن نے چار منصوبوں کو عملی جامہ پہنانے کا فیصلہ کیا۔ چندر گونا میں کاغذ کا کارخانہ، نوشہرہ میں اعلیٰ قسم کا گتہ بنانے کا کارخانہ، راہوالی میں معمولی گتہ بنانے کا کارخانہ اور خاص پر کھلنا میں اخباری کاغذ کا کارخانہ قائم کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔

کرنافلی میں کاغذ کے کارخانے جو تیس ہزار ٹن سالانہ لکھنے چھاپنے اور پیکنگ کے کاغذ تیار کرنے کی اہلیت رکھتا ہے۔ اکتوبر ۱۹۵۳ء سے کام شروع کردیا ہے۔ اعلیٰ قسم کا گتہ بنانے کے کارخانے نومبر ۵۵ء سے اور معمولی گتہ بنانے کے کارخانے دسمبر ۵۵ء سے کام شروع کرچکے ہیں۔ آخرالذکر دونوں کارخانے پندرہ ہزار ٹن سالانہ گتہ تیار کرنے کی اہلیت رکھتے ہیں۔ کرنافلی اور راہوالی کے کارخانوں نے ملکی ضروریات کو پورا کرنے کے بعد کچھ مال غیر ممالک کو برآمد کرنا شروع کردیا ہے

اخباری کاغذ کے کارخانے کے لئے دو مقام موزوں تصور کئے گئے۔ اول کھلنا جہاں سندریوں سے گیوا لکڑی دستیاب ہوتی ہے دوسرے وادی کاغان جہاں مغربی پاکستان کے شمالی حصوں کے سرد جنگلات کی لکڑی ملتی ہے بہرحال کافی غور و فکر اور غیر ممالک میں خام اشیاء کی جانچ کے بعد اس کارخانے کے قیام کا فیصلہ کھلنا کے حق میں ہوا۔

اعانت الفضل

محترمہ محمودہ سلطانہ بیگم شیخ محمد محسن صاحب مرحوم آنریری کوٹھی دارالحمد فیکٹری ایریا لائلپور نے اپنے مرحوم خاوند کی طرف سے دس روپے ماہوار از ۱/۶۰ تا ۳/۶۱ بطور اعانت الفضل دینے کا وعدہ فرمایا ہے۔ اور دس روپے پہلی قسط ارسال فرمائی ہے۔ احباب جماعت دعا کریں کہ اللہ تعالےٰ مرحوم کے درجات بلند کرے اور پسماندگان کو دین و دنیا میں سرفراز فرمائے۔ آمین (مینجر الفضل)

دعائے مغفرت

مولوی واحد بخش خاں قمر سابق قائد خدام الاحمدیہ بستی رنداں ۳ رمضان کو اپنے حقیقی مالک کے پاس چلے گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ان کی وفات جماعت احمدیہ بستی رنداں کے لئے بہت صدمہ کا موجب ہوئی ہے مرحوم نوجوان ہونے کے باوجود متقی۔ صالح اور صاحب رؤیا تھے اور تبلیغ کا بے حد شوق رکھتے تھے۔

مرحوم نے اپنے پیچھے بوڑھی والدہ اور چار لڑکے اور تین لڑکیاں یادگار چھوڑی ہیں۔ احباب جماعت مرحوم کی مغفرت اور بلندی درجات اور پسماندگان کے لئے صبر جمیل کے لئے دعا فرمائیں۔ (کریم بخش رند معلم وقف جدید ضلع ڈیرہ غازی خاں)

تصحیح

الفضل ۲۰ مارچ میں اعانت کرنے والے احباب کی جو فہرست شائع ہوئی ہے اس میں محترم ڈاکٹر محمد جی صاحب احمدی راولپنڈی کے نام غلطی سے ۵ روپے کی رقم شائع ہوگئی۔ محترم ڈاکٹر صاحب نے بطور اعانت ۱۲ روپے عنایت فرمائے ہیں احباب تصحیح فرمائیں۔

(مینجر روزنامہ الفضل)

جامعہ احمدیہ ربوہ کی نئی عمارت کا سنگِ بنیاد

(بقیہ صفحہ اوّل)

حق کی متلاشی دنیا کی ایک انتہائی اہم ضرورت کو پورا کر رہا ہے۔ ابھی تک یہ ادارہ ایسی وسیع موزوں بان شان عمارت سے محروم تھا جو اس کے لئے پوری طرح کفایت کر سکے۔ سو الحمدللہ کہ امسال عید الفطر کی مبارک تقریب کے موقع پر اس کی نئی عمارت کا سنگِ بنیاد رکھ دیا گیا۔

سنگِ بنیاد رکھنے کی تقریب پروگرام کے مطابق پانچ بجے شام عمل میں آئی۔ اس موقع پر صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور دیگر بزرگانِ سلسلہ کے علاوہ صدر انجمن احمدیہ اور تحریک جدید کے ناظر و وکلاء صاحبان، افسران صیغہ جات، ربوہ کے تعلیمی اداروں کے ممبران اسٹاف اور بہت سے دیگر مقامی احباب تشریف لائے ہوئے تھے۔ سب سے پہلے حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی نے قادیان کے مقامات مقدسہ کی ایک اینٹ اپنے ہاتھ میں لے کر اس پر دیر تک دعا کی۔ دعا کے دوران آپ کی زبان پر یہ شعر جاری ہو رہا ہے

ما غریبان خاک بوسانِ حرم
ای چنیں برکات کے نا یدہ ام

دعا سے فارغ ہونے کے بعد آپ نے اس اینٹ کو بنیاد میں اپنے ہاتھ سے نصب فرمایا اس کے بعد بعض اور ممتاز صحابہ اور دیگر بزرگانِ سلسلہ نے اینٹیں نصب کیں۔ ان میں محترم صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب ایم اے (آکسن) پرنسپل تعلیم الاسلام کالج محترم جناب مرزا عزیز احمد صاحب ناظر اعلیٰ۔ محترم قاضی محمد عبداللہ صاحب۔ محترم جناب ڈاکٹر حشمت اللہ خانصاحب اور محترم سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب شامل تھے۔ ان اصحاب کے علاوہ محترم میاں عبدالرحیم صاحب وکیل التعلیم مکرم سید میر داؤد احمد صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ اور اساتذۂ جامعہ میں سے مکرم ماسٹر عطا محمد صاحب اور مکرم صاحبزادہ ابوالحسن صاحب قدسی ابن حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحب شہید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی ایک ایک اینٹ رکھی۔ مزید براں جامعہ میں تعلیم حاصل کرنے والے غیر ملکی طلبہ کو بھی بنیاد میں اینٹیں رکھنے کا موقع دیا گیا۔ چنانچہ جن طلباء کے حصہ میں یہ سعادت آئی ان میں غانا مغربی افریقہ کے عبدالوہاب بن آدم صاحب اور ابراہیم محمد جیمو صاحب مشرقی افریقہ کے یوسف عثمان صاحب۔ ابوطالب صاحب۔ عمر جمو صاحب۔ احمد قادری صاحب اور چین کے محمد عثمان صاحب شامل تھے۔ بعد ازاں حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی نے اجتماعی دعا کرائی۔ جس میں جملہ حاضرین شامل ہوئے دعا سے فارغ ہونے کے بعد جامعہ کی طرف سے تمام حاضرین کی خدمت میں شیرینی پیش کی گئی۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ مکرم پرنسپل صاحب کی مساعی میں برکت ڈالے اور عمارت کی تکمیل کے خاطر خواہ سامان بہم پہنچا کر جماعت کے اس بنیادی ادارے کی بنیادی ضرورت کو پورا فرمائے۔ آمین

درخواستہائے دعا

(۱) میرے والد محترم قریشی ہدایت اللہ صاحب (ٹھیکیدار) عرصہ سے بیمار چلے آ رہے ہیں کمزور اس قدر ہو گئے ہیں کہ بات نہیں کر سکتے۔ احباب کرام دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں جلد شفائے کامل و عاجل عطا فرمائے آمین

(قریشی حمید اللہ دار الصدر غربی ربوہ)

(۲) مکرم میاں بشیر احمد صاحب ولد محترم مستری امام دین صاحب آف سرگودھا حال گوجرانوالہ شہر کافی عرصہ سے بیمار چلے آ رہے ہیں۔ احباب کرام ان کی کامل شفایابی کے لئے دردِ دل سے دعا فرمائیں۔

(عبدالرحمٰن صابر جنرل سیکرٹری جماعت احمدیہ گوجرانوالہ)

رجسٹرڈ ایل ۵۲۵۴